

ABSTRACT:

This article is an introduction to the critical books written in english language about famous classical poet Mir Anis.It discusses such three books.First book comprises of comparitive study of Anis and Shakespeare and is written by Syed Gullam Imam.Second one is written by Ali Jawad Zaidi under the series of Makers of Indian Literature and is published by Sahitiya Academy.Third book is a compilation of important critical essays about Mir Anis.All three books discussed in this article are very important in criticism of poetry of Mir Anis.So these can not be ignored.Moreover these books introduce our very important classical poet to the whole literary world through the medium of international language i.e., english.It is suggested in this article that such more efforts should come forward in English .

اردو زبان میں انیس کی شاعری کی تنقید کے حوالے سے مضامین اور کتب کی طویل فہرست نظر آتی ہے جب کہ انگریزی میں انیس کے حوالے سے محض تین کتب دستیاب ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے یہ تعداد کوئی ایسی حوصلہ افزا نہیں ہے تاہم جب ہم انگریزی میں شاعروں کے انفرادی مطالعات پر مبنی کتب کی دستیابی کا جائزہ لیں تو مجموعی صورت حال بھی کوئی ایسی خوش کن نہیں ہے۔ راقمہ کو اس ضمن میں محض نو (۹) کتب دستیاب ہوئی ہیں جن میں دو نظیر اکبر آبادی پر اور ایک ایک کتاب حالی، حسرت موہانی، چکبست، فیض اور میرا جی کے حوالے سے سپرد قلم کی گئی ہے۔ یوں دیکھا جائے تو انیس پر انگریزی میں سب سے زیادہ تعداد میں تنقیدی کتب لکھی گئیں یعنی تین (۳)۔ غالب اور اقبال پر لکھی گئی تنقیدی کتب کی صورت حال اس سلسلے میں استثنائی ہے۔ محتاط بیان یہی ہوگا کہ اقبال اور غالب کے بعد انیس وہ خوش نصیب شاعر ہیں جنہیں انگریزی دان طبقے سے متعارف کرانے کی قابل لحاظ تعداد میں مساعی سامنے آئیں ہیں۔

اس ضمن میں سب سے پہلی کتاب سید غلام امام کی تصنیف کردہ ہے۔ سید غلام امام کی یہ کتاب Anis and Shakespeare: A Comparison کے نام سے کراچی کے اشاعتی ادارے انڈس پبلی کیشنز سے ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔ راقمہ کے پیش نظر اس کا دوسرا ایڈیشن ہے جو ۱۹۸۰ء میں طبع ہوا۔ کتاب کے آغاز میں "Introduction" کے عنوان کے تحت دو الگ الگ ابواب ہیں جن میں انیس اور شیکسپیئر کی سوانح اور فکروفن کا تعارف کرایا گیا ہے۔ بعد ازاں "Comparison" کے عنوان کے تحت دونوں شعرا کے کلام کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے اور اسے باعتبار شمار تیس (۳۰) حصوں میں تقسیم کیا

گیا ہے یعنی Comparison I ، Comparison II ، Comparison III وغیرہ۔ ان تیس حصوں میں سے کئی ایک کو مزید ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بہ ظاہر یوں لگتا ہے کہ ہر حصے کے تحت یکجا کیے گئے ذیلی عنوانات موضوعاتی لحاظ سے منطقی ربط کے حامل ہوں گے۔ مصنف نے اس کتاب کے آغاز میں تقابلی مطالعے کی اساس کے حوالے سے جس نقطہ نظر کا اظہار کیا ہے اس سے مذکورہ قیاس کو تقویت ملنے لگتی ہے۔ لکھتے ہیں:

"Parallelism in two poets is an interesting literary theme... Parallelism is mainly based on similarity of poetic fancy and identity of the spirit of experience." (1)

گویا مصنف کے نزدیک تقابل کی بنیاد شاعرانہ تخیل اور شاعرانہ تجربے کی مماثلت ہوا کرتی ہے۔ بنا بریں کتاب کی مختلف حصوں یا ذیلی عنوانات میں تقسیم انہی مماثلتوں کو پیش نظر رکھ کر کی جانی چاہیے تھی۔ بیش تر عنوانات ایسے ہیں جن میں مختلف النوع موضوعات کو یکجا کر دیا گیا ہے جو عجیب معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً کتاب کے پہلے ہی حصے "Comparison I" کا جائزہ لیا جائے تو اس میں اخلاقی اقدار، غربت (مسافرت) پیرو کی موت اور ماں کے بین جیسے مختلف موضوعات کو ایک ساتھ رکھ دیا گیا ہے۔ ذیل میں پہلے حصے میں شامل کیے گئے ذیلی عنوانات دیے جا رہے ہیں جس سے میرے بیان کی زیادہ بہتر وضاحت ہو جائے گی:

Intrinsic Virtue	2-	A Weary Travellor	1-
Real Vitruue Needs no Advertisement	3-		
Mysticism	5-	Men	4-
Economy on nature	7-	Music	6-
Scenery	9-	Picture	8-
Remorse and Anxiety	11-	A Beautiful Hero	10-
		Mother Wants a Valient Son	12-
		Valient Womanhood and Base Manhood	13-
		A Mother Mourns Ion of her Babe	14-
Royal Proclamation	16-	The Death of Superman	15-
		Omen of Death	17-

اس انداز کی تقسیم دوسرے، پانچویں، اٹھارہویں، بائیسویں، چھبیسویں اور اٹھائیسویں حصے میں بھی روا رکھی گئی ہے جو خاصی عجیب لگتی ہے۔ کتاب کے چوتھے، چھٹے، بارہویں، تیرہویں، چودھویں، پندرہویں، سولہویں، انیسویں، بیسویں، اکیسویں، تیسویں اور تیسویں حصے کو ذیلی عنوانات میں نہیں بانٹا گیا۔ اس میں ہر حصے کے تحت ایک ہی موضوعاتی عنوان قائم کیا گیا ہے اور اس کے حوالے سے دونوں شعرا کے کلام سے مثالیں دی گئی ہیں۔ حوالہ دیے گئے حصوں کو چھوڑ کر بقیہ حصوں کو مصنف نے ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا ہے مگر ان میں منطقی ربط پایا جاتا ہے۔ کتاب میں

دسویں حصے کے بعد گیارہویں کے بجائے بارہواں حصہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف یا کاتب سے نمبر شماری میں چوک ہو گئی ہے۔ یوں فی الاصل اس کتاب میں Comparison کے زیر عنوان تیس (۳۰) نہیں، انتیس (۲۹) حصے ہیں۔

ان گزارشات سے اس امر کی نشاندہی کرنا مقصود ہے کہ مصنف نے کتاب کو عنوانات میں تقسیم کرتے ہوئے حزم و احتیاط سے کام نہیں لیا۔ کئی ایک مقامات پر دو سے زیادہ حصوں میں ایک سے موضوعات کی تکرار ہے حالانکہ انہیں ایک ہی عنوان کے تحت سمیٹا جا سکتا تھا مثلاً دوسرے حصے میں گھوڑے کی تعریف اور سرکشی مذکور ہے تو تیرہویں حصے میں گھڑسواری کی تعریف ملتی ہے۔ ان تینوں کو ایک حصے میں رکھا جانا چاہیے تھا۔ اسی طرح پہلے اور چوتھے حصے میں ”بین“ کے مناظر ملتے ہیں۔ انہیں بھی یکجا کر کے ایک حصے کے تحت رکھا جا سکتا تھا۔ اس بے گھڑسواری کی تعریف ملتی ہے۔ ان تینوں کو ایک حصے میں رکھا جانا چاہیے تھا۔ اسی طرح پہلے اور چوتھے حصے میں ”بین“ کے مناظر ملتے ہیں۔ انہیں بھی یکجا کر کے ایک حصے کے تحت رکھا جا سکتا تھا۔ اس بے ترتیبی کے سبب کتاب کے مطالعے کے دوران میں ذہن الجھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ بہر کیف مصنف نے جس دقت نظر سے انیس اور شیکسپیئر کے کلام سے مماثلتیں تلاش کی ہیں وہ قابل تعریف ہے۔ سید غلام امام نے کتاب میں جتنی بھی مثالیں درج کی ہیں وہ ان کے انیس اور دبیر کے کلام کے گہرے مطالعے کا ثبوت ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند مثالیں دی جا رہی ہیں:

"Anis: 1: خلعت پہن کے بھی نہ رذالت کی ہو گئی
Hiding base sins in plaits of majesty." Shakespeare:

○○○○

"Shakespear: 2:

Look how the floor of heaven

Is thick inlaid with patines bright gold

ذرے نہ تھے زمین پہ سونے کے پھول تھے" (2) Anis:

سید غلام امام نے کتاب کے آخر میں انیس اور شیکسپیئر کے تقابلی مطالعے کی توجیہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ تنقیدی نتائج بھی پیش کیے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دونوں شعرا کے خیر و شر کے نظریات، طرزِ اظہار اور تخیل بے حد مماثل ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ناصرف وہ ایک جیسا سوچتے ہیں بلکہ ایک جیسا محسوس بھی کرتے ہیں۔ تاہم رزمیے یا اپیک (Epic) میں انیس کو شیکسپیئر پر برتری حاصل ہے۔ مصنف کے الفاظ دیکھیے:

"The chief reason in choosing Shakespeare of all the great western poets, to compare with Anis was the similarity of their expression. What make them great are the expression. What make them great are the power of imagination, and the felicity of expression. Anis and Shakespeare not only think alike, but

they feel alike. So far as epic poetry is concerned Shakespeare has tried in that branch of art, but has not excelled the old masters in the world." (3) اوپر دی گئی مثالوں سے واضح ہے کہ کتاب میں محض مختلف عنوانات کی گروہ بندی میں توجہ سے کام نہیں لیا گیا۔ بصورتِ دیگر انیس اور شیکسپیئر کا یہ تقابلی مطالعہ مصنف کے گہرے مطالعے اور عمیق نظری کا غماز ہے۔ بنا بریں تقابلی تنقید کے ضمن میں یہ کتاب یقیناً اہمیت کی حامل ہے۔ انیس کے فکر و فن کے حوالے سے علی جواد زیدی کی کتاب Mir Anis ساہتیہ اکیڈمی، دہلی کے اشاعتی منصوبے بہ عنوان "Makers of Indian Literature" کے تحت انگریزی میں لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ۱۹۸۶ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ اس کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے جن کی فہرست درج ذیل ہے:

Historical Background 1-

Life 2-

Character 3-

Conclusion 4-

Gleanings from a Marthia 5-

پہلے باب بہ عنوان "Historical Background" میں مصنف نے مرثیے کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالی ہے اور واقعہ کربلا، بالاختصار بیان کیا ہے۔ میر انیس کی شاعری کا بیش تر حصہ مرثیوں پر مشتمل ہے۔ اس لیے اس کے پس منظر سے آگاہی کے لیے انگریزی زبان کے قاری کا واقعہ کربلا سے آگاہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ بصورتِ دیگر ان مرثیوں کے مختلف کرداروں اور فکری تاثیر کو سمجھنا امر دشوار ہے۔ اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ باب میں واقعہ کربلا کو موضوع بنایا گیا ہے۔

دوسرے باب بہ عنوان "Life" میں میر انیس کی شخصیت اور سوانح کے مختلف پہلوئوں کا تذکرہ ہے۔

"Character" کے عنوان کے تحت، تیسرے باب میں میر انیس نے جن اصنافِ شعر میں طبع آزمائی کی ان کا ذکر بھی کیا گیا ہے مثلاً غزل، رباعی وغیرہ۔ میر انیس کی رباعیات کا نمایاں موضوع اخلاقی و فلسفیانہ مضامین بالخصوص ہے ثباتی دنیا تھا۔ اس حوالے سے مصنف علی جواد زیدی تفصیلی رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"In his ruba'is, Anis adopts a philosophical approach to the transient nature of life, the infirmity of nature, life's transcendental unity and its moral inviolability. The basic tenets of Islamic monism and the accompanying belief in humanism and the universality of virtue and goodness, the devoted love of the prophet and his family, who symbolised all that is good and virtuous, and respect for man and dignity form some of the favourite themes." (4)

اس باب میں میر انیس کے مرثیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مصنف علی جواد زیدی نے میر انیس کے مرثیوں کے ناقدین کی آرا کا بھی حوالہ دیا ہے۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ میر انیس پر ہونے والے تنقیدی کام سے بخوبی آگاہ ہیں۔ تاہم یہ حوالے محض اردو زبان میں لکھی گئی تنقید سے ہیں۔ غلام امام کی کتاب *Anis and Shakespeare : A Comparison* مطبوعہ ۱۹۵۰ء کا تذکرہ اس کتاب میں نہیں ملتا ہے۔ اس بنا پر قیاس یہی ہے کہ مصنف علی جواد زیدی اس کتاب کی اشاعت سے آگاہ نہیں۔ علی جواد زیدی کی کتاب، انگریزی زبان میں انیس شناسی میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ اس میں انیس کی سوانح، شخصیت اور فن کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ جب کہ غلام امام کی محولہ بالا کتاب میں محض وہ موضوعات زیر بحث آئے ہیں جو میر انیس اور شیکسپیئر کے ہاں فکری مماثلت کے حامل ہیں۔ بالفاظ دیگر میر انیس کی تفہیم کے سلسلے میں زیر نظر کتاب اپنے اختصار کے باوجود کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔

علی جواد زیدی نے میر انیس کے مرثیوں میں انسانی نفسیات کی عکاسی کے پہلو کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس ضمن میں میر انیس کے مرثیوں سے اقتباسات بھی پیش کیے ہیں۔ ان اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ میر انیس نفسیاتِ انسانی کے نباض شاعر ہیں۔

علی جواد زیدی، میر انیس کے کلام بالخصوص مرثیوں کے مطالعے کی روشنی میں درست طور پر اس نتیجے کا استخراج کرتے ہیں کہ میر انیس کو ہندوستانی ادبا و شعرا میں منفرد مقام حاصل ہے۔ ان کے مرثیے، ہندوستانی ادب کی فنی عظمت کا مظہر ہیں۔ علی جواد زیدی کے الفاظ میں:

"Anis occupies a unique place among the makers of modern Indian Literature. He gave Urdu a much greater Indian Element. He universalised the tragic story of Karbala and by his great art had it incorporated into the body of Indian Literature." (5)

کتاب کے آخر میں میر انیس کے ایک مرثیے کا انگریزی ترجمہ بھی دیا گیا ہے جو ایک ایرانی مترجم نے کیا ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ کتاب انیس شناسی کے حوالے سے اہم تنقیدی کتاب ہے۔

انگریزی زبان میں میر انیس کے کلام پر کئی مقالات تحریر کیے گئے جو مختلف مصنفین کی کاوش ہیں اور وقتاً فوقتاً رسائل و جرائد میں طبع ہوتے رہے۔ ۲۰۰۴ء میں علامہ سید ضمیر اختر نقوی نے ان مقالات کو مرتب کر کے کتابی شکل میں *The Study of Elegies of Mir Anees* کے نام سے یکجا کر کے شائع کرایا۔

یہ کتاب اشاعتی ادارے محسنہ فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام بیک وقت پاکستان، امریکہ اور انگلینڈ سے اشاعت پذیر ہوئی۔ اس میں تنقیدی مضامین کے علاوہ میر انیس کے منتخبہ مرثیوں کے تراجم بھی شامل ہیں جو ڈیوڈ میتھیوز (David Mathews) اور شاکر علی جعفری نے کیے ہیں۔ شاکر علی جعفری کی انیس کے مرثیوں کے تراجم پر مشتمل کتاب کا تعارف بھی زیر نظر کتاب میں شامل دو تنقیدی مضامین کا موضوع ہے جو دراصل مذکورہ کتاب کے دیباچے ہیں۔ ان میں ایک بہ عنوان "Preface to the

"Shakir Jaffri's Book" کے مترجم شاکر علی جعفری کا لکھا ہے۔ دوسرا بہ عنوان "Introduction to Shakir Jaffery's Book" ڈاکٹر احسن فاروقی نے تحریر کیا ہے جب کہ تیسرا بہ عنوان "Forward to Shakir Jaffery's Book" پروفیسر کرار حسن کی تحریر ہے۔ مزید برآں شاکر علی جعفری کا تحریر کردہ تنقیدی مضمون "Mersia Mir Anees" اور میر انیس کے ایک مرثیے کا ترجمہ از شاکر علی جعفری بھی زیر بحث کتاب کا حصہ ہے۔

تقابلی مطالعات کے ضمن میں دو مضامین ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو ایس۔ اے۔ ایچ۔ نقوی (S. A. H. Naqvi) کا تحریر کردہ ہے جس کا عنوان "Mir Anees and Spencer" ہے۔ جیسا کہ عنوان سے واضح ہے اس میں میر انیس کے مرثیوں کا تقابل سپنسر (Spencer) سے کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں سید غلام امام کی کتاب سے ابتدائی حصہ بہ عنوان "Anees and Shakespeare" بھی انیس اور شیکسپیئر کے تقابلی تنقیدی تجربے پر مبنی ہے۔

کتاب کے آغاز میں سید علی جواد زیدی کا مضمون "Life of Mir Anees" میر انیس کے سوانحی حالات پر مشتمل ہے۔

میر کی لفظیات اور فن کے حوالے سے ایس۔ اے۔ ایچ۔ نقوی (S. A. H. Naqvi) کا مضمون "Imagery in Anees"، جی الانہ کا (Symbolic Kisses)، ایس۔ ایچ۔ اے نقوی کا "Use of Colours in Mir Anees's Poetry" اور انتظار حسین کا مضمون "The Languages of Colours" نمایاں ہیں۔

میر انیس کے مرثیوں میں بیان کردہ موضوعات اور افکار کے مطالعے کے سلسلے میں بہت سے اہم تنقیدی مضامین اس کتاب میں شامل ہیں۔ ایس۔ ایچ۔ اے نقوی (S. H. A. Naqvi) کے دو مضامین علی الترتیب بہ عنوان "Anees's Contribution to Mersia" اور "Salam and Anees"، کیپٹن الطاف حسین کا مضمون "A Lasting Lesson for Prosperity"، سید ہاشم رضا کا "Difference between Mersia and Elegy"، ڈاکٹر محمد علی صدیقی کا "Nature in Mir Anees's Mersia"، پروفیسر سید فیضی کا "Poetic Genius of Mir Anees"، سید مرتضیٰ حسین کا "Mersia-Unique" اور "Mirror of Chivalry and Poignancy" اور ابن میری شمل کا "Karbala and Imam Hussain" اہم تنقیدی مباحث کے حامل مضامین ہیں۔

اردو شاعری پر انگریزی زبان میں لکھی جانے والی تنقیدی کتب میں بھی میر انیس اپنی مسلمہ حیثیت کے سبب لازماً زیر بحث آتے ہیں۔ احمد علی کی کتاب The Golden Tradition مطبوعہ ۱۹۷۷ء اور شہاب الدین رحمت اللہ کی Art in Urdu Poetry مطبوعہ ۱۹۵۴ء اس کی مثال ہیں۔ ان کتابوں سے میر انیس سے متعلقہ حصہ مضامین کی صورت الگ کر کے، اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے جس سے اس کی افادیت دوچند ہو گئی ہے۔

اس طرح انگریزی اخبارات و جرائد میں میر انیس کے فن کے حوالے سے جو اہم مباحث شائع ہوتے رہے ان کے تجزیے پر مبنی ماجد رضا عابدی کا تنقیدی مضمون "The Story told by News Papers" بھی شامل کتاب ہے۔ نیز گراہم بیلی (Grahame Bailey) کی کتاب "A History of Urdu"

Literature میں میر انیس کے حوالے سے مذکور رائے کو مضمون کی شکل دے کر "Anis in the History of Urdu" کے نام سے چھاپا گیا ہے۔ اس کتاب میں انیس کے کلام کے بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس لیے تنقیدی لحاظ سے یہ ایک اہم کتاب ہے اور انگریزی دان طبقے کو انیس کے تفصیلی مطالعے کا مواد فراہم کرتی ہے۔

بحیثیت مجموعی ان کتب کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ میر انیس کے فکرو فن سے آگاہی کے ضمن میں یہ کتب کسی طور کم نہیں۔ سید غلام امام کی کتاب تقابلی تنقید کے طریق کار کے ذریعے میر شناسی کی کئی جہات روشن کرتی ہے تو علی جواد زیدی کی کتاب اختصار و جامعیت کی صفت سے متصف ہے۔ علی جواد زیدی کی کتاب سے میر انیس کی سوانح کے مختلف گوشوں سے بھی آگاہی ملتی ہے۔ علامہ ضمیر اختر نقوی کی موخر الذکر کتاب متفرق مقالات کا مجموعہ ہونے کی بنا پر انیس شناسی کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ تاہم میر انیس کی ادبی اہمیت کے پیش نظر ضرورت اس امر کی ہے کہ انگریزی میں تنقید لکھنے پر قادر نقاد اردو کے اس مایہ ناز مرثیہ گو کی شاعری کی مزید تنقیدی جہات پر قلم اٹھائیں تاکہ ہم اردو ادب کے اس گوہر نایاب کو عالمی سطح پر صحیح معنوں میں متعارف کرا سکیں۔

حوالہ جات:

Syed Ghulam Imam. Inis and Shakespeare : A Comparison. (1)

Karachi: Indus Publications, 1980, p. 63

Ibid, p. 121 (2)

Ibid, p. 139 (3)

Ali Jawad Zaidi. Mir Anis. New Delhi: Sahitya Akademy, 1986, (4)

p.61

Ibid, p. 90 (5)

/...../